شئون علمیہ

انسانی ضمیر کے متعلق انسانی نظریہ

علمائے نفسیات انسانی ضمیر کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں۔ (۱) ضمیر نفسی و روحی (۲) ضمیر علمی و اخلاقی۔ اول الذکر کی صحیح تعبیر احساس کے لفظ سے کی جاسکتی ہے یعنی وہ مدرکات، میلانات اور احساسات جو ہمارے نفس میں اپنی تاثیر پیدا کرتے ہیں اور ہماری روح سے اپنے حسی ربط کو ظاہر کرتے ہیں۔ ضمیر کی دوسری قسم کا تعلق بیشتر نفسی حالات سے ہے۔ وہ حالات جن کے توسط سے ہمارے کاموں اور کارناموں کی بھلائی برائی کا اندازہ ہوتا ہے اور ہمارے ارادوں پر کوئی حکم عائد کیا جاتا ہے۔

علم الاخلاق میں ضمیر انسانی کی پہلی قسم ثانوی اہمیت رکھتی ہے۔ اس قسم کا ضمیر انسانوں میں بھی ہوتا ہے اور حیوانات میں بھی البتہ اخلاقی ضمیر کا وظیفہ بہت اہم ہے۔ ہم اس کی قوت فیصلہ کو پریوی کونسل کے جج سے تشبیہ دے سکتے ہیں۔ ہم جو کچھ سنتے ہیں، جو ارادے کرتے ہیں ان کا فیصلہ کرنا اور اپیل سننا اخلاقی ضمیر کا کام ہے۔ وہ ہمارے نفوس میں ربط پیدا کرتا ہے۔ نفس انسانی کو دوسرے نفوس سے ملاتا ہے۔ ہر کام اور ہر اقدام سے پہلے خیر کی شاہراہ دکھاتا ہے اور بدی کی پیچیدہ راہوں پر گامزن ہونے سے روکتا ہے۔ جب ہم قابل قدر کام کرتے ہیں تو ہمارے نفس میں فخر کے جذبات کو ابھارتا ہے۔ اور جب کوئی برائی، گناہ اور جرم کرتے ہیں تو ہمیں خطاکاری کا احساس دلاتا ہے اور ذلت کے احساس سے روشناس کراتا ہے۔ ہر مجرم جرم کے بعد اپنے باطنی دباؤ سے سزا پاتا ہے۔ تنبیہ اور سرزنش سے دوچار ہوتا ہے، درحقیقت اس سزا کا اجرا، اخلاقی ضمیر ہی کرتا ہے۔

آسانی کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ ضمیر انسانی کے وظائف کی ادائیگی کے دو رخ ہیں۔

ایجابی، اور سلبی (مثبت اور منفی) انسان کے کسی فعل سے پہلے ضمیر جو رہنمائی کرتا ہے وہ مثبت ہے اور کام کرنے کے بعد جو آثار ظاہر ہوتے ہیں اور ان کے متعلق ضمیر کو جو فرض ادا کرنا پڑتا ہے اس کا تعلق منفی پہلو سے ہے قسم اول مثبت پھر وہ مبہم کیفیات سے اپنے ربط کو ظاہر کرتی ہے (الف) خیر و شر کی تمیز (ب) نیکی پر مداومت کرنا اور بدی سے احتراز کرنا۔ دونوں کیفیات اثباتی ہیں۔ منفی رُخ کا تعلق زیادہ تر انفعالی عواطف سے ہے۔ کسی اچھے کام کے بعد آرام کرنا اور اچھے کام کو دیکھ کر رشک کا اظہار کرنا یا بُرے کام پر تنبیہی فکر اور تصوری طور پر سرزنش۔ یہ اور اسی قسم کے انفعالات انسانی ضمیر کی فرض شناسی کے منفی رُخ کا عکس پیش کرتے ہیں۔

اس قسم کے حسی عوامل منفی اور سلبی ہونے کے باوجود بڑے کارآمد ہوتے ہیں۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ ایک مجرم نے مادی اثر کے بغیر ایک جرم کا اقبال کیا اور یہ جانتے ہوئے کیا کہ وہ زبردست سزا پائیگا۔ اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں۔ درحقیقت اس کے ضمیر کی سرزنش اور تنبیہ تھی جس کا وہ مقابلہ کرنا چاہتا بھی تو کر نہ سکتا تھا۔ بس یہ ایک انفعالی کیفیت تھی جس نے قانون کی لاٹھی سے زیادہ کام کر دکھایا۔ ضمیر کی تنبیہ جب موثر ہوتی ہے تو اس کا اثر زہر سے زیادہ سخت اور تیز ہوتا ہے۔ مجرم سزا سے پہلے سزا پاتا ہے۔ ایک عذاب اس کی گردن پکڑ لیتا ہے جو انفعال کی بھٹی میں تیار ہو کر سینہ کی آگ کو بھڑکا دیتا ہے۔

ضمیر نفسی اور ضمیر اخلاقی میں، ابتداءً ذکر کیے ہوئے فرق کے علاوہ ایک اور بھی فرق ہے، ضمیر نفسی ہمیشہ، ہر حالت میں بدون انقطاع مسلسل اپنے کام میں فعالیت کے ساتھ مشغول رہتا ہے۔ اخلاقی ضمیر کی حالت اس سے مختلف ہے وہ صرف اسی وقت اپنے کام میں مشغول ہوتا ہے جب انسان اپنے ارادہ اور عمل کے دائرہ میں بُرائی یا بھلائی کرنے پر مامور ہوتا ہے۔ اسی لیے وہ کبھی اپنے کاموں میں منہمک ہوتا ہے اور کبھی آرام میں مشغول۔

ضمیر کے متعلق علماء کے نظریات

(۱) کانٹ۔ مشہور جرمن فلسفی کانٹ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ ضمیر ایک روشن نورانی شعاع کے مانند ہے جو ایک بلند و بالا اور غیر محدود قوت کی طرف سے مقید اور محدود قوت کی صورت میں اپنی کیفیت کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ شعاع انسان کی قائد، ہادی، رہنما ہے جو انسانی عواطف کو مرکزِ اعتدال پر لاکر صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور حیات کے بحرِ ظلمات کو عبور کرنے میں امداد دیتی ہے۔

کانٹ کے نزدیک انسانی عقل دو قسموں میں منقسم ہے۔ قسمِ اول عقلِ نظری۔ اس کا تعلق خاص طور پر ظاہری احساسات کے ادراک سے ہوتا ہے اور صرف عالمِ ظواہر پر اپنا حکم صادر کرتی رہتی ہے کانٹ کے عقیدہ میں اس عقل کا مکر و فریب اور دھوکہ میں آجانا دائرۂ امکان سے خارج نہیں ہے وجہ ظاہر ہے۔ اس عقل کا قاصد وہ حاسہ ہے جو اکثر غلط ادراک سے اپنا تعلق پیدا کرلیتا ہے اور اس طرح گمراہ ہوکر دھوکہ کھا جاتا ہے۔ جو میلانات غلط بنیاد پر قائم ہونگے واضح طور پر اُن کا نتیجہ غلط ہوگا

کانٹ کے نظریے کے متعلق ایک تنقیدی رائے یہ ہے کہ اس نے اس فلسفیانہ مسئلہ میں مبالغہ سے کام لے کر ٹھوکر کھائی ہے۔ اس نے اپنی کتابوں میں اس موضوع پر ایسی پیچیدہ آرا کا اظہار کیا ہے کہ اس کے شاگرد بھی ان سے پیدا شدہ مغلقات اور غوامض کو حل نہیں کرسکے۔ شوپنہار اعتراف کرتا ہے کہ وہ ان اُلجھے ہوئے نظریات میں سے بیشتر کا حل پیدا کرنے میں ناکام رہا ہے۔ فرانس کے زیادہ تر علماء بھی کانٹ کے مُسلّمات پر حملہ آور نظر آتے ہیں۔ ان کی تنقیدیں سخت ہیں اور چیلنج کی صورت میں نظر آتی ہیں۔

کانٹ اسی سلسلہ میں کہتا ہے "اگر ہمارے حواس موجودہ حالت کی جگہ دوسری حالت اختیار کرلیں تو یہ زمان و مکان جو زندگی کے تمام عوامل کا مرجع ہے یکسر اور لازماً بدل جائیگا اور اس

تبدیلی سے موجودات عالم کے متعلق جو احکام عائد ہوتے ہیں وہ بھی دگرگوں ہو جائینگے کیونکہ اس وقت یہ احکام دوسری قسم سے رونما ہونگے۔

اس قسم کے نظریات کو معمولی اعتماد کے ساتھ قبول کرنا انسانی ضمیر کے لیے ایک مشکل کام ہے کانٹ عقل کی دوسری قسم عقل عملی کو قرار دیتا ہے۔ اس کے متعلق وہ کہتا ہے کہ یہ عقل بیگانہ محرک ہے جو انسان کو ادائے وظائف، اقدام عمل اور اجرائے احکام پر تیار کرتی ہے۔ یہ عقل سہو و خطا سے محفوظ ہے اور دھوکہ میں بھی نہیں آتی۔ یہ اس لیے کہ یہ عقل کمزور حواس کی مطیع و محکوم نہیں ہے بلکہ روشنی کے ایک بلند و بالا سرچشمہ سے امداد حاصل کرتی ہے

ابن مسکویہ (۴۲۱ھ) شہرۂ آفاق مسلم فلسفی ابن مسکویہ اور اسلامی دور کے دوسرے علما اخلاق کے نظریات کا عمیق جائزہ لینے کے بعد یہ حقیقت سامنے آجاتی ہے کہ کانٹ نے جو کچھ ظاہر کیا ہے وہ نظریہ کے لحاظ سے ندرت کا نمونہ نہیں ہے اگر کانٹ کے نظریات کے جوہر اور اصل روح کو دیکھا جائے تو وہ حکمائے اسلام ہی کے نظریات کا عکس ہوگا۔

ابن مسکویہ کے نزدیک انسان کئی قوتوں کا مجموعہ ہے (۱) قوت ناطقہ یا عاقلہ (۲) قوت درندگی (۳) قوت شہوانی۔ اس کا عقیدہ یہ ہے کہ قوت عاقلہ ایک شعاع نورانی ہے جو خالق برتر کی طرف سے نفس بشری کو الہام ہوتی ہے۔ یہی قوت ذمہ داریوں کا مرجع اور واجبات حیات کا محور ہے۔ ہمارا افکار اور نیز ہماری خوشی اور غم اندوزی، آرام طلبی اور دقت پسندی سب اسی کے تابع ہیں۔ نیکی کی طرف رجحان اور برائی سے احتراز کا میلان بھی اس کا قوی اثر ہے۔ وہ صاف طور پر کہتا ہے کہ اس قوت کی اصل یہ ہے انسان حسن اور نیکی کی طرف مائل ہوتا ہے اور برائی اور قباحت سے نفرت کرتا ہے۔

یہ وہ عقیدہ ہے جو آٹھ سو سال سے دنیا کے فلسفیوں کو متاثر کر رہا ہے اور کانٹ بھی اسی کے اثرات میں سے بعض آثار پیش کر رہا ہے۔

دونوں میں اگر کچھ فرق پایا جاتا ہے تو وہ ضمیر انسانی کی تقسیم سے پیدا ہوتا ہے۔ اصل نظریہ میں ظاہر نہیں ہوتا۔

ژان ژاک روسو (۱۷۱۲ - ۱۷۷۸) فرانس کا انقلابی فلسفی اور دانشمند مربی روسو کا نظریہ ہے کہ ضمیر ایک نورانی قوت ہے جو خالق برتر کی طرف سے انسان کے غلیظ و کثیف جسم میں شامل کر دی جاتی ہے۔ انسان کے باطن کی تاریکیوں میں ضمیر کا وجود روشنی کے وجود کی مانند ہے۔ یہ ضمیر ہی ہے جو فکر کی ظلماتِ فکر کو انوارِ افکار سے بدل دیتا ہے اور گمراہی کو ہدایت سے۔

روسو کے نزدیک ضمیر عقل سے مختلف شے ہے۔ ضمیر نیکی اور بدی میں تمیز کرتا ہے عقل نیکی اور بدی میں تمیز نہیں کرتی۔ ضمیر کبھی گمراہ نہیں ہوتا۔ عقل گمراہ ہوتی ہے اور ہوتی رہتی ہے۔

روسو انسانی ضمیر کے متعلق اپنے نظریہ کے مخصوص پہلو کو ان الفاظ میں پیش کرتا ہے۔

ضمیر ممتاز اور لازوال فطری قوت ہے۔ ضمیر آسمان کی آواز ہے۔ رہنما ہے۔ معتمد ہادی ہے قابلِ اعتماد کمانڈر ہے۔ اور اس محدود و مجہول کائنات میں ایک ایسا جج ہے جو کبھی خطا نہیں کرتا۔ ضمیر ایک فلاسفر ہے جو نیکی بدی میں تمیز کرتا ہے اور کبھی فریب اور گمراہی میں مبتلا نہیں ہوتا۔ ضمیر خدا اور انسان کے درمیان تعلق قائم کرنے والا اور یہ ہی اورہستی کا ایک ایسا اعلیٰ جوہر ہے جو انسان کی فطرت میں راسخ ہو چکا ہے۔ اگر ضمیر موجود نہ ہوتا تو انسان اور حیوان کا فرق ختم ہو جاتا۔ یہ ضمیر ہی ہے جو بےچین فراست کو سکون اور بے ثبات عقل کو ثبات عطا کرتا ہے۔

روسو کا شاگرد جیکب المانی (جرمن) بھی اس رائے سے متاثر ہے اور یہی رائے رکھتا ہے۔ جیکب ضمیر کے متعلق کہتا ہے۔ ضمیر کیا ہے۔ اس سوال کے جواب میں ضمیر سے بہتر دوسرا لفظ نہیں پیش کیا جا سکتا اس لیے کہ ضمیر ایک سچا الہام ہے جو انسانی افراد میں سے ہر فرد کے قلب میں داخل ہے۔

فلاسفہ اسکاٹ لینڈ:۔ اسکاٹ لینڈ اسکول کے فلاسفر ضمیر کے متعلق ایک خاص نظریہ

رکھتے ہیں۔ ان کے خیال میں ضمیر اس انسانی حاسہ کا نام ہے جس کے ذریعہ خیر کو شر سے اور شر کو خیر کو تمیز دی جاتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح مرئیات کو مسموعات سے۔ مسموعات کو ملموسات سے تمیز دی جاتی ہے۔ اس نظریہ پر علماءِ عصر نے زبردست تنقیدیں کی ہیں۔ ان کے نزدیک ضمیر کو حواس میں سے کوئی حاسہ نہیں قرار دیا جا سکتا۔ حواس اکثر بجا نہیں رہتے۔ حواس خطا کھاتے ہیں۔ صراطِ مستقیم سے علیحدہ ہو جاتے ہیں اور گمراہی میں مبتلا ہو سکتے ہیں ضمیر کو قانونِ حواس کے تابع ہونا پڑیگا۔ ضمیر احکام کے تابع ہوگا، حواس کے حکم سے حرکت کریگا، اور حواس کے حکم سے سکون آشنا ہوگا۔ اس سے یہ لازم آئیگا کہ انسان ضمیر کے فیصلہ کے مطابق جو کام کریگا اس میں یقین کی راہ پیدا کرنی مشکل ہو جائیگی۔ اور حواس کی غلطی کا اثر یہ ہوگا کہ انسانی کاموں میں بھی تردد پیدا ہو جائیگا۔ انسان اکثر حالات میں غلطی کرینگے اور بیشتر معاملات میں نامناسب راہ اختیار کرنے پر مجبور ہونگے۔

اس طرزِ فکر کو تسلیم کرنے کے معنی یہ ہیں۔ یہ مان کیا جائے کہ حیوانات بھی ضمیر رکھتے ہیں اُن کو بھی خیر سے فائدہ اور شر سے بُرائی حاصل کرنے کی ایسی توقع رکھنی چاہیے جس طرح انسان عملِ خیر اور فعلِ شر سے رکھتا ہے۔ اس کا مفہوم یہ بھی ہوگا کہ جو شے حواس کے نزدیک جائز ہو وہ ضمیر کے نزدیک بھی جائز ہو۔ ضمیر و حواس دونوں ہم عناں قرار دیے جائیں اور دونوں ایک دوسرے سے بہر حال وابستہ رہیں۔

تجربہ کے میدان میں اس نظریہ کی صحت صرف مشکوک نہیں بلکہ غلط ہے۔ حواس اور ضمیر کا مقصد علیحدہ علیحدہ ہے۔ دونوں کی ذمہ داریاں جُدا جُدا ہیں۔ دونوں عامل کی حیثیت سے مختلف اثر پیدا کرتے ہیں۔ فلسفیانہ حکمت عملی کی رو سے یہ کہنا ناگزیر ہے کہ اسکاٹ لینڈ جس طرزِ فکر کا قائل ہے اس کو انسانی ضمیر قبول کرنے کی زحمت گوارا نہیں کر سکتا۔